سیدنا صدیق کی خلافت و بیعت پر اعتراضات کے جواب

اعتراض:1کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع تھا.تو کیا یہ درست ہے کہ حضرت علی اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام نے بیعت نہیں کی تھی جبکہ ایسا اجماع جس میں وہ شریک نہ ہوں اس پر خدا وند متعال نے لعنت فرمائی ہے جیسا کہ امام ابن حزم فرماتے ہیں:

((لعنۃ اللہ علی کلّ اجماع یخرج منہ علی بن أبی طالب ومن بحضرتہ من الصحابۃ)).(المحلّٰی ۹:۳۴۵

الجواب

پہلی بات یہ کہ ابن حزم کی اس عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی رضہ نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو۔

اجماع کے واسطے ضروری نہین ہے کہ ہر آدمی اس بات سے متفق ہو بلکہ جس کو غالب اکثریت اپنائے اسے اجماع ہی کہینگے سیدنا صدیق کے خلافت پر بھی اجماع منعقد ہو چکا ۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نہج بلاغہ میں قول ہے

فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَ سَمَّوْهُ إِمَاماً كَانَ ذَلِكَ لِلَّهِ رِضًا

اگر مہاجرین و انصار کسی کی امامت پر اجماع کرلیں اور اسے پیشوا قرار دے تو اللہ تعالی کی رضا بھی اس میں شامل ہیں

اورپھر سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام مہاجرین و انصار نے اتفاق کر لیا تھا جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کی خلافت متفق علیہ تھی۔

قول ابن حزم رحمہ

وَلَعْنَةُ اللَّهِ على كل إجْمَاعٍ يَخْرُجُ عنه عَلِيُّ بن أبي طَالِبٍ وَمَنْ بِحَضْرَتِهِ من الصَّحَابَةِ

اللہ کی لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی رضہ نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو

اول : ابن حزم اللہ کی ان پر رحمت ہو کے یہ الفاظ کسی حدیث یا روایت سے نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں جس کی حیثیت ایک عالم کے قول کی ہے جس اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ ان الفاظ سے استدلال لینا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر اجماع نہیں تھا یقنن جہالت ہی ہے

دوم : ابن حزم نے یہ الفاظ فقہاء پر بحث کرتے ہوئے کہیں ہیں جس میں ان کا مطلب تھا کہ کسی بھی فقہی مسئلہ میں اگر علی رضہ کے اور صحابہ کے موقف کو سائیڈ کردیا جائے تو ایسا فقہی اجماع کسی کام کا نہیں ہے ۔ اللہ ان پر رحم کرے ان مقصد یقنن فقہاء پر لعنت بھیجنا نہین تھا ۔ اتنی سی بات ہے اس مین کہیں پر بھی سیدنا صدیق کی خلافت کا زکر تک نہیں ہے ۔ پھر ہم پہلے بھی کہ چکے ہیں کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر علی رضی راضی تھے پھر بھی رافضیوں کا شک دور کرنے کے لئے بیعت صدیق کا احوال لکھ دیتے ہین۔

حضرت علی کا صدیق کی بیعت کرنے کا احوال

ابن كثير في البداية والنهاية (6\693. في أحداث سنة :11

وقد اتفق الصحابة –رضي الله عنهم– على بيعة الصديق في ذلك الوقت حتى علي بن أبي طالب والزبير بن العوام –رضي الله عنهما

ابن کثیر الدایہ میں نقل کرتے ہیں کہ تمام صحابہ حضرت ابی بکر صدیق کی بیعت پر متفق ہوگئے اور تو اور اس وقت علی ابن ابی طالب رضہ اور زبیر بن العوام رضہ نے بھی بیعت کرلی۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554میں نقل کرتے ہین

حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى حدثنا داود بن أبي هند عن أبي نضرة قال لما اجتمع الناس على أبي بكر رضي الله عنه فقال ما لي لا أرى عليا قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال له يا علي قلت ابن عم رسول الله وختن رسول الله فقال علي رضي الله عنه لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه ثم قال أبو بكر ما لي لا أرى الزبير قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال يا زبير قلت ابن عمة رسول الله وحواري رسول الله قال الزبير لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه

ابی ندرہ سے روایت ہے کہ جب لوگ ابی بکر رضہ کی بیعت کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں علی رضہ کو نہیں دیکہ رہا پھر انصار کا ایک آدمی گیا اور علی رضہ اس کے ساتھ آگئے صدیق رضہ نے کہا اے علی رضہ آپ کہ سکہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں اور آپ ان کے عمزاد ہیں تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑہائے آپ نے ہاتھ بڑہایا اور علی رضہ نے بیعت کرلی۔ پھر صدیق نے کہا کہ مجھے کیا ہواہے کہ میں زبیر کو نہیں دیکہ رہا انصار کا ایک آدمی گیا اور انہیں بلا کہ لایا صدیق نے کہا اے زبیر تم کہ سکتے ہو کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوپھی کے بیتے ہو زبیر رضہ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑہائے آپ نے ہاتھ بڑہا یا اور زبیر رضہ نے بیعت کرلی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے اسناد قوی ہیں پھر اس حدیث کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک (4457حدیث) مین نقل کیا ہے ان کہنا ہے کہ یہ حدیث شیخین کے طریقہ پر صحیح ہے۔ پھر بیہقی نے اپنی کتاب اعتقادات جلد 1ص -349 350مین اسے ابی سعید الخدری رضہ سے نقل کیا ہے اس کا مضمون بھی ایسا ہی ہے اور بیہقی کی یہ حدیث صحیح ہے

عبداللہ بن احمد بن حنبل

اپنی کتاب سنن((563-2میں قیس بن العبدی سے نقل کرتے ہیں کہ قیس کہتے ہیں کہ میں علی رضہ کو بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکہا انہوں نے اللہ کی تعریف کی اس کا شکریہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لوگوں کے لئے قربانیوں کا زکر کیا پھر اللہ نے انہیں موت دی تو مسلمانوں نے دیکہاکہ ان کو ابی بکر رضہ کی بیعت کرنی چاہئے تو انہوں ان کی بیعت کی میں نے بھی ان کی بیعت کی اور ان سے وفاداری کی وہ (مسلمان) ان سے خوش تھے ابی بکر نے اچھے کام کئے اور جہاد کیا یہاں تک اللہ نے ان کو موت دے دی ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

شیعہ کتب سے حوالے

محمد بن حسن نوبختی فرق الشیعہ ص 30پر لکہتے ہیں

ان علیا علیہ اسلام لهما الامر ورضی بذلک و بایعهما طائعا غیر مکره و ترک حقه لهما فنحن راضون کما رضی له، لا یحل لنا غیر ذلک ولایسع منا احد الا ذالک و ان ولایۃ ابی بکر صارت رشدا وهدی ، لتسلیم علی ورضاه.

ترجمہ: کہ علی (ر) نے اُن (یعنی ابو بکر و عمر) کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا اور اُس پر راضی ہو گئے تھے ، اور بغیر کسی جبر کے اُن کی بیعت کر کے فرمانبرداری کی ، اور اُن کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔ پس ہم بھی اس پر راضی ہیں جیسے وہ راضی تھے۔ اب ہمارے لئے یہ حلال نہیں کہ ہم اس کے علاوہ کچھ اور کہیں ، اور ہم میں سے کوئی اس کے سوا کچھ اور کہے۔ اور یہ کہ علی (ر) کی تسلیم (تسلیم کرنے) اور راضی ہونے کی وجہ سے ابو بکر (ر) کی ولایت ، راشدہ اور ہادیہ بن گئی

شیخ علی البحرانی منار الہدی ص 685پر لکہتے ہیں

وكما ينقشع السحاب، فمشيت عند ذلك إلى أبي بكر فبايعته ونهضت في تلك الأحداث حتى زاغ الباطل وزهق وكانت كلمة الله هي العليا ولو كره الكافرون ((2فتولى أبو بكر تلك الأمور وسدد وقارب واقتصد، وصحبته مناصحا وأطعته فيما أطاع الله فيه جاهدا

یہ دیکھ کر کہ کہیں فتنے یا شر پیدا نہ ہو جائے ، میں ابوبکر (ر) کے پاس چل کر گیا اور اور اُن کی بیعت کرلی۔ اور اُن حوادث کے خلاف (ابوبکر(ر) کے ساتھ) کھڑا ہوگیا ، حتیٰ کہ باطل چلا گیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا چاہے وہ کافروں کو برا لگے۔ پس جب ابوبکر (ر) نے نظام امارت سنبھالا اور حالات کو درست کیا اور آسانیاں پیدا کیں ، تو میں اُن کا مُصاحب شریک کار (ہم نشیں) بن گیا اور اُن کی اطاعت (فرمانبرداری) کی ، جیسے اُنہوں نے اللہ کی اطاعت کی۔

امالی ص 507میں شیخ طوسی نقل کرتے ہیں۔

فبايعت أبا بكر كما بايعتموه، وكرهت أن أشق عصا المسلمين، وأن أفرق بين جماعتهم، ثم أن أبا بكر جعلها لعمر من بعده، وأنتم تعلمون أني أولى الناس برسول الله (صلى الله عليه وآله) وبالناس من بعده، فبايعت عمر كما بايعتموه،

ترجمہ: پس میں نے ابو بکر (ر) کی اُسی طرح بیعت کی ، جس طرح تم لوگوں نے کی۔ اور میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے مابین کوئی پھوٹ یا تفرقہ پیدا ہو۔ پھر ابو بکر (ر) نے (خلافت) عمر (ر) کو سونپی ، اور (حالانکہ) تم جانتے ہو کہ رسول (ص) کے بعد اُن کے قریب ہم تھے۔ پس پھر میں نے بھی عمر (ر) کی اُسی طرح بیعت کی جس طرح تم لوگوں نے کی۔

شیخ طبرسی الاحتجاج جلد ١ص 114پر لکہتے ہیں

وروي عن الباقر عليه السلام قال: فلما وردت الكتب على أسامة انصرف بمن معه حتى دخل المدينة، فلما رأى اجتماع الخلق على أبي بكر انطلق إلى علي بن أبي طالب عليه السلام فقال له: ما هذا؟ قال له علي: هذا ما ترى. قال له أسامة: فهل بايعته؟ فقال: نعم يا أسامة.

امام باقر سے روایت ھے: جب اسامہ (ر) کو (نبی (ص) کے وصال کا) خط پہنچا تو وہ ساتھیوں سمیت مدینہ آگئے ، اور دیکھا کہ ابوبکر (ر) کے پاس (بیعت کے لئے) لوگ جمع ھیں۔ تو وہ علی (ر) کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا: یہ کیا ھے؟ علی (ر) نے اُن سے کہا: یہ وھی ھے جو تم دیکھ رھے ھو۔ اسامہ (ر) نے اُن سے پوچھا: کیا آپ نے بھی بیعت کر لی ھے؟ علی (ر) نے کہا: ہاں اسامہ (میں نے بھی بیعت کر لی ھے۔

محمد بن حسن طوسی تلخیص شافی جلد 3ص 42پر لکہتے ہیں

لا اشکال فیہ : انہ علی علیہ السلام بایع مستدفعا للشر و فارا من الفتنہ۔

اس میں کوئی اشکال نہیں ھے کہ علی (ر) نے (ابوبکر کی) بیعت کرلی تاکہ شر دفع ھو اور فتنہ پیدا نہ ھو۔

اس کے علاوہ دوسرے کتب اور نہج البلاغہ وغیرہ میں علی رضی اللہ کی بیعت کا زکر موجود ہے۔

چناچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جو ان کے سا تھ تھے انہوں نے بنا کسی جبر کے بیعت کرلی تھی اور انصار و مہاجرین نے تو پہلے ہی بیعت کر لی تھی ۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا تھا تو ابن حزم کی اس بات کا اطلاق خلافت صدیق پر نہیں ہوتا اور ابن حزم صحیح ہیں جس اجماع میں علی رضہ شامل نہ ہوں وہ اجماع کیسے ہو سکتا ہے ۔ شیعوں کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کی بات مان لیں اور جس طرح نوبختی نے لکہا ہے کہ وہ ابی بکر سے راضی ہوگئے تھے وہ ان کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے۔ اسی طرح شیعے بھی یہود مدینہ کی طرح ہٹ دہرمی چھوڑ

اعتراض :2کیا یہ بات درست ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت نہ تو شورٰی کے ذریعے تھی اور نہ اس پرمسلمانوں کا اجماع قائم ہوا بلکہ وہ تو فقط ایک شخص حضرت عمر کے اشارے پر قائم ہوئی ۔اور اگر یہ بات درست ہو تو کیا تمام مسلمانوں پر ایسے شخص کی اطاعت کرنا واجب ہے جو اس وقت خلیفہ مسلمین بھی نہ تھا بلکہ اسلامی ملک کا ایک عام باشندہ اور دوسرے مسلمانوں کے مانند ایک مسلمان تھا ؟ اور اگر کوئی شخص ایسے آدمی کی اطاعت نہ کرے تو کیسے اس کا خون مباح ہوسکتا ہے ؟ کیا یہ ایک فرد قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر حجت ہے؟ جبکہ ہمارے بہت سے علماء جیسے ابویعلیٰ حنبلی متوفٰی ٤٥٨ ھ کہتے ہیں: ((لاتنعقد الاّ بجمهور أهل العقد والحلّ من كلّ بلد ليكون الرّضا به عاما، والتّسليم لامامته اجماعا .وهذا مذهب مدفوع ببيعة أبي بكر على الخلافة باختيارمن حضرها ولم ينتظر ببيعة قدوم غائب عنها.)) الأحكام السلطانية : ٣٣.

قرطبی کہتے ہیں : ((فانّ عقدها واحد من أهل الحلّ والعقد..)). جامع احکام القرآن ١: ٢٧٢

الجواب

اول: سیدنا صدیق کی خلافت پر اجماع صحابہ منعقد ہو چکا تھا جو کہ اعتراض ایک میں ہم نے ثابت کیا

دوم :ابو یعلی ، قرطبی وغیرہ کا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بیعت وقت ضروری نہین کہ پررے ملک کے لوگ ہیں بیعت کریں بس ہر جگہ سے اہل حال و عقد اگر بیعت میں شریک ہوں تو یہ امامت اجماع پر ہی ہے اور پھر عقلن بھی یہ محال ہے کہ پورے ملک سے سب کے سب

بیعت کرین۔ اور اجماع کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ امت کی غالب اکثریت جس چیز کو اپنائے وہ لازم ہوتی ہے اجماع کے لئے ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ پر تمام امت متفق ہو کیوں کہ ایسا ناممکن ہے ۔ چناچہ سیدنا صدیق کی خلافت تمام مہاجرین و انصار اور امت کی غالب اکثریت نے تسلیم کر لی تھی ۔ اس لئے ان کی خلافت کو ماننا نہ صرف ضروری ہے بلکہ اسے نہ ماننے والا شخص اس امت سے خارج ہو جاتا ہے۔

سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق کو امام مقرر کیا تھا و نماز پڑہاتے تھے وہ کوئی عام باشندے کیسے ہوسکتے ہیں کو رسول اللہ صلی اللہ کی حیات میں امام بنتے ہیں اور امام حج بھی۔چناچہ وہ کوئی عام باشندے نہیں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی خلیفہ نہیں تھا تو ابی بکر کیسے ہوسکتے ہیں ہاں وہ وقتی امام ضرور تھے جب انصار اور مہاجرین نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کو مستقل طور پر اپنا امام بنا لیا تو وہ خلیفہ بلا فصل بن گئے ۔ ان کی خلافت حضرت عمر کے کہنے پر نہین قائم ہوئی حضرت عمر نے صرف ان کی حمایت کی بلکہ انصار کے و مہاجرین کے ساتھ مکمل مشورہ کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے مسجد نبوی میں مہاجرین و انصار سب آپ کی بیعت کی تو وہ اس پر راضی تھے ۔ اکیلے سیدنا عمر آپ کو خلیفہ کسیے بنا سکتے ہیں

سیدنا فاروق اعظم و سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح نے مہاجرین میں سے سیدنا صدیق اکبر کا نام خلافت کے لئے تجویز کیا جیسے انصار نے سیدنا سعد بن عبادہ کا نام تجویز کیا تھا ۔ جب انصار بھی سیدنا صدیق کی بیعت پر راضی ہوگئے اور ان کا امیدوار نے ہاتھ اٹھا لیا پھر اگر علی رضہ بھی اگر امید وار تھے انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا لیا جیسے نو بختی لکہتے ہیں انہوں نے ابو بکر کو تسلیم کرلیا وہ ان کے لئے دستبردار ہوگئے اور ابو بکر سے راضی تھی ۔ تو مہاجرین نے بھی بیعت کرلی اور سیدنا علی وہ بنی ہاشم نے بھی بیعت کرلی۔اس طرح سیدنا صدیق کی خلافت پر سب مسلمانوں نے اجماع کرلیا اس کا زکر میں سوال نمبر 1میں کر چکا ہوں جو لوگ غائب تھے یعنی اس وقت مدینہ میں نہ تھے یا دوسرے علاقون کے تھے تو انہوں سیدنا صدیق کی بیعت ان کے عمال یعنی گورنروں کے زریعے کی ۔

اعتراض 3

آپ کہتے ہیں : ابوبکر کی بیعت تمام مہاجرو انصار کے اجماع کے ذریعہ حاصل ہوئی ، لیکن عمر بن خطاب نے کہا ہے : تمام مہاجرین، ابوبکر کی بیعت کے مخالف تھے ، علی (علیہ السلام) ، زبیر اور ان کے چاہنے والے بھی موافق نہیں تھے۔ “ حین توفی اللہ نبیہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ان الانصار خالفونا ، و اجتمعوا باسرھم فی سقیفة بنی ساعدة و خالف عنا علی والزبیر و من معھما”۔ (۱)۔

آپ کا دعوی صحیح ہے یا عمر بن خطاب کا دعوی صحیح ہے؟

الجواب۔

ہم اس بات کو تو ثابت کرچکے ہیں کہ تمام انصار و مہاجرین نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تھی اور وہ سب کے سب سیدنا صدیق کے ساتھ خلافت کے کاموں میں لگ گئے تھے۔

سقیفہ کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ ایک طویل روایت ہے ہم اس ضروری حصہ یہاں صحیح بخاری س کتاب الحدود باب رجم الحبلی ے نقل کردیتے ہیں

إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ اقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُونَا مِنْ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتْ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرِقْتُ مِنْ الِاخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ

ترجمہ:

تمہیں کوئی شخص یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے کہ ابوبکر کی بیعت اتفاقیہ تھی اور پھر پوری ہوگئی، سن لو کہ وہ ایسی ہی تھی لیکن اللہ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی فضیلت ہو، جس ش

خص نے کسی کے ہاتھ پر مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر بیعت کرلی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ اس خوف سے کہ وہ قتل کردیے جائیں گے جس وقت اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دے دی تو اس وقت وہ ہم سب سے بہتر ہے۔ مگر انصار نے ہماری مخالفت کی اور سارے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے اور حضرت علی وزبیر نے بھی ہماری مخالفت کی اور مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر ہم لوگ اپنے انصار بھائیوں کے پاس چلیں، ہم لوگ انصار کے پاس جانے کے ارادے سے چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک بخت آدمی ہم سے ملے، ان دونوں نے وہ بیان کیا جس کی طرف وہ لوگ مائل تھی پھرانہوں نے پوچھا اے جماعت مہاجرین کہاں کا قصد ہے ہم نے کہا کہ اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے مناسب نہیں کہ ان کے قریب جاؤ تم اپنے امر کا فیصلہ کرو میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ان کے پاس جائیں گے چناچہ ہم چلے یہاں تک کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہم ان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو ان کے درمیان دیکھا کہ کمبل میں لپٹا ہوا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ، میں نے کہا کہ ان کو کیا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ ان کو بخار ہے ہم تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ان کا خطیب کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور اللہ کی حمدوثناء کرنے لگا جس کا وہ سزاوار ہے۔ پھر کہا امابعد، ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرین وہ گروہ ہو کہ تمہاری قوم کے کچھ آدمی فقر کی حالت میں اس ارادہ سے نکلے کہ ہمیں ہماری جماعت کو جڑ سے جدا کردیں اور ہماری حکومت ہم سے لے لیں۔ جب وہ خاموش ہوا تو میں نے بولنا چاہا، میں نے ایک بات سوچی رکھی کہ جس کو میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا۔ اور میں ان کا ایک حد تک لحاظ کرتا تھا، جب میں نے بولنا چاہا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کی وہ مجھ سے زیادہ بردباراور باوقار تھے۔ خدا کی قسم جو بات میری سمجھ میں اچھی معلوم ہوتی تھی اسی طرح یا اس سے بہتر پیرایہ میں فی البدیہہ بیان کی یہاں تک کہ وہ چپ ہوگئے انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جو خوبیاں بیان کی ہیں تم ان کے اہل ہو لیکن یہ امر (خلافت) صرف قریش کے لئے مخصوص ہے یہ لوگ عرب میں نسب اور گھر کے لحاظ سے اوسط ہیں میں تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں ایک سے راضی ہوں ان دونوں میں کسی سے بیعت کرلو، چناچہ انہوں نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) مجھے اس کے علاوہ انکی کوئی بات ناگوار نہ ہوئی، خدا کی قسم میں اس جماعت کی سرداری پر جس میں ابوبکر ہوں اپنی گردن اڑائے جانے کو ترجیح دیتا تھا، یا اللہ مگر میرا یہ نفس موت کے وقت مجھے اس چیز کو اچھا کر دکھائے جس کو میں اب نہیں پاتا ہوں انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم اس کی جڑ اور اس کے بڑے ستون ہیں اے قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے شوروغل زیادہ ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خوف ہوا میں نے کہا اے ابوبکر اپنا ہاتھ بڑھائیے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر انصار نے ان سے بیعت کی

اب یہ سوال کرنے ولا عقل کا دشمن ہے حضرت عمر یہاں سیدنا صدیق کے خلیفہ بننے سے پہلے کا حال بتا رہے ہیں ظاہر اس وقت وہ خلیفہ نہیں تھے تو اس وقت اجماع کیسے ہو سکتا ہے یہ سراسر جھوٹ و کذب ہے کہ تمام مہاجرین ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے سیدنا عمر نے ایسا نہیں کہا بلکہ صرف علی و زبیر اور کچھ اور لوگ ہی علی رضہ کےء گھر میں تھےمخالف وہ بھی نہیں تھے انہیں

جیسے پتا چلا بیعت کے لئے آگئے ۔ لیکن جب سیدنا صدیق کی خلافت پر انصار نے اجماع کرلیا اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر علی رضہ و زبیر رضہ کی بیعت کرنے کے بعد ان کے ساتھ جو تھے انہوں نے بھی بیعت کی۔ تو عقل کے دشمن کیا یہ اجماع نہیں ہوا سب نے بیعت کی۔اس بات سے کس کو انکار ہے کہ انصار نے اپنا خلیفہ چننے کے لئے ہی اجتماع کیا تھا اور پھر اس بات سے کس کو انکا ر ہے کہ سیدنا علی و زبیر بھی الگ تھے لیکن جب ان سب لوگوں نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تو پھر یہ اجماع ہی ہوا نہ ۔ اب پتا نہیں کہ شیعہ اجماع کسے کہتے ہیں۔

اعتراض :4کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت علی نے ہرگز حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور اپنی مٹھی بند رکھی لیکن جب

حضرت ابوبکر نے یہ صورت حال دیکھی تو خود اپنا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اسی کو اپنی بیعت قرار دے دیا ؟جیسا کہ مسعودی لکھتے ہیں:

((فقالوا لہ : مدّ یدک فبایع ، فأبٰی علیہم فمدّوا یده کرها فقبض علی أناملہفراموا بأجمعهم فتحها فلم یقدروا فمسح علیها أبوبکر وهی مضمونة))
اثبات الوصیة: ١٤٦؛ الشّافی ٣: ٢٤٤

اس کے باوجو د بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی بیعت اہل حل و عقد کے اجماع سے واقع ہوئی .کیا اسی کو اجماع واتفاق کہتے ہیں؟ اور پھر اس حدیث ((علیّ مع الحقّ وا لحقّ مع علیّ یدور معہ حیث مادار)) مستدرک حاکم ٣: ١٢٥؛ جامع ترمذی ٥: ٥٩٢ ،ح٣٧١٤؛مناقب خوارزمی :١٧٦،ح ٢١٤؛فرائد السّمطین ١: ١٧٧،ح ١٤٠؛ شرح المواہب اللدنیة ٧: ١٣

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے .حق اسی طرف پھرتا ہے جہاں علی پھرجائیں.

الجواب۔

یہ حوالے شیعہ کتب سے ہیں جو کہ ہمارے لئے حجت نہیں ہیں لیکن پھر کچھ عرض کردیتے ہیں۔

بیعت علی کا مکمل احوال از شیعہ و سنی کتب سوال 1میں آگیا لیکن یہ بلکل ہی سفید جھوٹ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ نہیں کھولا تھا

علی رضہ نے بیعت کرتے وقت ہاتھ بند نہیں کیا تھا بلکہ خود سیدنا صدیق کو کہا کہ ہاتھ دیں تو انہوں آگے کیا اور علی رضہ نے بیعت کرلی اس کا صحیح روایت سے ثبوت

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554میں نقل کرتے ہین

فقال علي رضي الله عنه لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه

تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑہائے آپ نے ہاتھ بڑہایا اور علی رضہ نے بیعت کرلی۔

سیدنا علی سیدنا صدیق کی بیعت کے لئے بھاگتے ہوئے آئے تھے حتی کہ وہ ٹھیک سے قمیص بھی نہیں پہن سکے تھے تاکہ بیعت میں دیر نہ ہو جن کا حال یہ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا۔

تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ 448

عن حبيب ابن أبي ثابت قال كان علي في بيته إذ أتى فقيل له قد جلس أبو بكر للبيعة فخرج في قميص ما عليه إزار ولا رداء عجلا كراهية أن يبطئ عنها حتى بايعه ثم جلس إليه وبعث إلى ثوبه فأتاه فتخلله ولزم مجلس

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ علی رضہ اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ ابوبکر رضہ مسجد میں بیعت لے رہے ہیں تو آپ فورن اٹھے اور قمیص پہنے بغیر اس خوف سے کہ کہیں دیر نہ ہوجائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابی بکر رضہ کے ساتھ بیٹھے رہے اور کسی کو بھیج کر قمیص منگوا کر پہنی اور پھر وہیں بیتھے رہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ روایت کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا کذب ہیں

باقی مستدرک وغیرہ کی روایات کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ حق گو تھے اگر آپ دیکہتے کہ سیدنا صدیق حق پر نہیں ہیں تو ان کی بیعت کبھی نہیں کرتے بلکہ امام حسین کی طرح قربانی دیتے ۔ یہ بات شیعوں کا جاننی چاہئے کہ علی رضہ نے سیدنا صدیق کی بیعت کی مطلب وہ حق (یعنی صدیق) کے ساتھ تھے اور حق (صدیق) بھی ان کے ساتھ تھے وہ آپس میں سیر و شکر تھے ۔

شیعوں اپنی گریبان میں جھانکو۔

اب یہ شیعہ ہین کہ ایک طرف تو کہتے ہیں علی حق ہیں اور دوسری طرف پھر صدیق کوحق نہین مانتے جسے علی حق مانتے ہیں ۔ اور ہم الحمداللہ ہمیشہ کہتے ہیں علی رضہ حق ہر ہیں۔ لیکن شیعہ کہتے ہینکہ نہیں وہ حق پرست نہیں تھے وہ اپنی جان بچانے کے خاطر اسلام اور اس کے اصولوں کو پیچھے ڈال دیتے تھے۔اور حق سے دستبردار ہوجاتے تھے حق چھپاتے تھے ۔ اندر میں ایک اور باہر میں دوسرے ہوتے تھے ---- معاذاللہ اللہ کی لعنت ہو ایسے سوچ رکہنے والوں پر۔